پشاور میں ایک یادگار مناظرہ

خورشید خاور ترجمہ شبہائے پشاور

مصنف

حجۃ الاسلام وسلطان الواعظین آقائے سید محمد شیرازی

مترجم

الحاج مولانا سید محمد باقر صاحب باقری رئیس جوارس ضلع بارہ بنکی

تجدید نظر

سید اعجاز محمد (فاضل)

ہدیہ : تین سو روپے

ہے اس عبارت کے ساتھ کہ الامامۃ عند الاشاعرۃ ھی خلافۃ الرسول فی اقامۃ الدین وحفظ حوزۃ الملۃ بحیث یجب اتباعہ علی کافۃ الامۃ (یعنی امامت اشاعرہ کے نزدیک رسول اللہ کی خلافت ہے دین کو قائم کرنے اور حلقۂ ملت اسلام کی حفاظت کرنے میں، اس طرح سے کہ ساری امت پر اس کا اتباع واجب ہے) اگر امامت فروع دین میں سے ہوتی تو رسول اللہ یہ نہ فرماتے کہ جو شخص بغیر امام کو پہچانے ہوئے مرجائے تو اس کی موت طریقہ جاہلیت پر ہے۔ چنانچہ آپ کے اکابر علماء جیسے حمیدی نے جمع بین الصحیحین میں، ملا سعد تفتازانی نے شرح عقائد نسفی میں اور دوسروں نے نقل کیا ہے کہ پیغمبر نے فرمایا من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاہلیۃ[۱]

بدیہی چیز ہے کہ فروع دین میں سے کسی ایک فرع کی معرفت نہ ہونا دین کے تزلزل اور طریقہ جاہلیت پر مرنے کا سبب نہیں ہو سکتا جیسا کہ بیضاوی صریحی طور پر کہتے ہیں کہ اس کی مخالفت کفر و بدعت کا سبب قرار پائے۔ پس ثابت ہے کہ امامت اصول دین میں داخل اور مقام نبوت کا تتمہ ہے۔ لہٰذا امامت کے معنی میں بہت بڑا فرق ہے۔ آپ جو اپنے علماء کو امام کہتے ہیں جیسے امام اعظم، امام مالک، امام شافعی امام احمد حنبل، امام فخر الدین، امام ثعلبی اور امام غزالی وغیرہ تو یہ لغوی معنی کے لحاظ سے ہے۔ ہم بھی امام جمعہ اور امام جماعت رکھتے ہیں، اماموں کی اس نوع کا دامن وسیع ہے اور ممکن ہے کہ ایک وقت میں سینکڑوں امام موجود ہوں، لیکن اس معنی میں جو میں نے عرض کیا امام ریاست عامۂ مسلمین کے عہدے پر ہے۔ یہ ہر زمانے میں صرف ایک ہوتا ہے، ایسا امام کہ اس کو حتمی طور پر سارے صفات حمیدہ واخلاق پسندیدہ کا حامل، علم وفضل، شجاعت، زہد، ورع اور تقویٰ میں سارے انسانوں سے بہتر اور منزل عصمت پر فائز ہونا چاہیے۔ اور کبھی روز قیامت تک دنیا ایسے امام کے وجود سے خالی نہ رہے گی۔ ظاہر ہے کہ اس طرح کا امام جو انسانیت کے تمام صفات عالیہ کا حامل ہو، صفات روحانیت کے بلند ترین مقام پر ہوگا۔ اور یقیناً ایسے امام کو خدائے تعالیٰ کی طرف سے بتوسط پیغمبر یا رسول اللہ کی طرف سے منصوب ہونا چاہیے کیونکہ یہ ریاست مخلوقات حتی کہ انبیائے کرام سے بھی اعلیٰ وارفع ہوتا ہے۔

حافظ: ایک طرف تو آپ غالیوں کی مذمت کرتے ہیں اور دوسری طرف خود ہی امام کے بارے میں غلو کرتے ہیں اور اس کی منزل کو مقام نبوت سے بالا تر سمجھتے ہیں، حالانکہ عقلی دلائل کے علاوہ قرآن مجید نے بھی انبیاء کی منزل کو سب سے بلند قرار دیا ہے اور واجب وممکن کے درمیان صرف انبیاء ہی کا مقام ہے آپ کا یہ دعویٰ چونکہ بلا دلیل ہے لہٰذا سراسر زبردستی اور ناقابل قبول چیز ہے۔

---

[۱] جو شخص اس حالت میں مر جائے کہ اپنے امام زمانہ کو نہ پہچانتا ہو وہ حقیقت میں جاہلیت کی موت مرا۔

مقام امامت نبوت عامہ سے بالاتر ہے

خیر طلب: ابھی جناب عالی نے دلیل پوچھی بھی نہیں اور یہ فرما دیا کہ دعوے بے دلیل ہے حالانکہ سب سے مضبوط دلیل کتاب محکم آسمانی قرآن مجید ہے جو خلیل خدا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سرگزشت بیان کر رہا ہے کہ (جان و مال و فرزند کے) تینوں امتحانوں کے بعد جیسا کہ تفاسیر میں تشریح کے ساتھ درج ہے خدائے تعالٰے نے ارادہ فرمایا کہ اُن حضرت کو مزید بلندی عنایت فرمائے چونکہ نبوت و رسالت اور اولوالعزمی اور خلت کے عہدوں کے بعد جن پر آپ فائز تھے بظاہر کوئی ایسا منصب نہیں تھا جو اُن حضرت کو اور زیادہ رفعت عطا کرے سوا منزل امامت کے جو تمام روحانی مقامات سے بالاتر تھی لہٰذا سورۂ بقرہ آیت نمبر ۱۱۸ میں رسول اللہ کو خبر دیتا ہے واذ ابتلی ابراھیم ربہ بکلمات فاتمھن قال انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی قال لا ینال عھدی الظالمین (یعنی یاد کیجئے اُس وقت کو جب خدا نے ابراہیم کا چند امور میں امتحان لیا اور انہوں نے سب کو پورا کر دکھایا تو فرمایا میں نے تم کو انسانوں کا امام قرار دیا ابراہیم نے عرض کیا کہ یہ امامت میری اولاد کو بھی عطا ہوگی؟ تو فرمایا کہ میرا عہد یعنی امامت ظالم لوگوں کو نہیں پہنچے گی) اس آیۂ مبارکہ سے مقام امامت کے اثبات میں متعدد نتائج اور فوائد حاصل ہوتے ہیں جو عظیم المرتبت عہدۂ امامت کے دلائل میں سے ہیں کہ رتبے اور درجے کے لحاظ سے یہ منصب مقام نبوت سے بلند تر ہے کیونکہ نبوت و رسالت کے بعد حضرت ابراہیمؑ کو خلعت امامت سے سرفراز فرمایا، چنانچہ اسی دلیل سے مقام امامت مقامِ نبوت سے بالاتر ثابت ہوتا ہے۔

حافظ: پھر تو آپ کے قول کی بنا پر جب کہ علی کرم اللہ وجہہ کو امام جانتے ہیں اُن کی منزل پیغمبر کی منزل سے بالاتر ہونا چاہیئے۔ اور یہ وہی غلات کا عقیدہ ہے جس کو آپ خود بیان کر چکے ہیں۔

خیر طلب: مطلب وہ نہیں ہے جو جناب نکال رہے ہیں کیونکہ آپ کو خود معلوم ہے کہ نبوت خاصہ اور نبوت عامہ کے درمیان بہت بڑا فرق ہے۔ مقام امامت نبوت عامہ سے بالاتر اور نبوت خاصہ سے پست ہوتا ہے کیونکہ نبوت خاصہ ہی خاتمیت کی بزرگ و برتر منزل ہے۔

نواب: قبلہ صاحب معاف فرمایئے گا کہ میں کبھی کبھی گفتگو میں دخل دے دیتا ہوں کیونکہ بعد کو میں بھول جاتا ہوں اس کے علاوہ ذرا جلد باز بھی ہوں اس لئے ذرا جسارت کر جاتا ہوں۔ یہ فرمایئے کہ انبیاء سب کے سب کیا خدا کے بھیجے ہوئے نہیں ہیں؟ اور یقیناً رتبے اور منزل میں یعنی سب کے سب یکساں ہیں جیسا کہ قرآن مجید

کا حامل بنایا گیا ہے (جو حقیقت انسانیت ہے) اگر علم و عمل سے اس کا تزکیہ ہو جائے تو عالم علوی کے موجودات کی شبیہ بن جاتا ہے جو اس کی خلقت کا اصلی مبدا ہے اور جب مقام اعتدال پر پہنچ جاتا اور مواد طبیعی سے پاک ہو جاتا ہے تو عوام علویہ والوں کا شریک ہوتا ہے اور اس وقت حیوانیت سے بلند ہو کر حقیقی انسانیت کی منزل پر فائز ہوتا ہے (ع "صورتے در زیر دارد آنچہ در بالا ستے"۔ آدمی اس ہئیت جسمانی کے علاوہ نفس ناطقہ رکھتا ہے اور وہی نفس موجودات پر برتری کا باعث ہوتا ہے لیکن ایک شرط کے ساتھ اور وہ یہ کہ اپنے نفس کو علم و عمل کی دونوں قوتوں کے ساتھ پاک و پاکیزہ بنائے کیونکہ انسان میں یہ دو موثر عامل پرندوں کے دو بازوؤں کے مانند ہیں جن کے ذریعہ وہ پرواز کرتے ہیں چنانچہ ان کے پروں میں جتنی زیادہ طاقت ہوتی ہے اسکا قدر ان کی بالا روی اور بلند پروازی بڑھ جاتی ہے۔

آدمی بھی اپنے علم و عمل میں جتنا قوی تر ہوتا ہے اسی قدر کمال نفسانی پر فائز ہوتا ہے۔ کیا خوب لکھتے ہیں استاد شیریں سخن شیخ سعدی شیرازی ؂

طیران مرغ دیدی تو ز پائے بند شہوت بدر آئے تا بہ بینی طیران آدمیت

غرضیکہ عالم حیوانیت سے نکل کے انسانیت کی بلند منزل پر پہنچنا پورے طور پر کمال نفس سے وابستہ ہے اور جس شخص نے تکمیل نفس کی منزل میں علمی و عملی قوی کو اپنے اندر جمع کر لیا اور ان کے خواص ثلاثہ تک پہنچ گیا تو وہ مقام نبوت کے ادنیٰ مرتبہ کو پا گیا اور جس وقت ایسا آدمی ذات حق تعالیٰ کی خاص توجہ کا مورد بن جاتا ہے تو خلعت نبوت سے سرفراز کر دیا جاتا ہے۔

البتہ نبوت بھی (جیسا کہ ابواب نبوت میں مکمل اور مفصل ذکر ہو چکا) مختلف مدارج رکھتی ہے۔ یہاں تک کہ نبی اس مرتبے پر پہنچ جائے جو مذکورہ خصائص کو اپنے ثلاثہ کا سب سے بلند درجہ ہے کہ جس سے قوی تر عالم امکان میں تصور ہی نہ کیا جا سکے اور یہ مرتبہ امکانی مراتب میں سب سے اونچا ہوتا ہے جس کو حکما عقل اوّل کہتے ہیں اور یہ معلول اوّل و صادر اول ہے وجود امکانی کے مراتب میں اس سے بالاتر کوئی مرتبہ نہیں ہے۔ اور یہی وجود ہے اس خاتم الانبیاء کا جن کا مقام اور منزلت مقام واجب سے پست اور تمام مراتب امکانیہ سے مافوق ہے۔ جب آں حضرت اس منزل پر فائز ہو گئے تو آپ کی ذات مبارک پر نبوت ختم ہو گئی۔ اور امامت مقام خاتمیت سے ایک درجہ پست اور تمام مراتب نبوت سے بلند ایک منزل ہے

اور امیرالمومنین علی علیہ السلام چونکہ اوج نبوت کے حامل تھے اور خاتم الانبیاء کے ساتھ اتحاد نفسانی بھی رکھتے تھے لہٰذا خلعت امامت سے آراستہ اور انبیائے سلف پر افضل ہوئے راستے میں موذن کی آواز آئی اور مولوی صاحبان نماز پڑھنے چلے گئے۔ واپسی میں چائے وغیرہ کے بعد حافظ صاحب نے

بات شروع کی)۔

حافظ: آپ اپنے بیانات میں برابر مطلب کو مشکل اور پیچیدہ تر بناتے جا رہے ہیں۔ ابھی ایک مشکل حل نہیں ہوئی تھی کہ دوسرا اشکال پیدا کر دیا۔

خیر طلب: ہمارے درمیان تو کوئی مشکل اور پیچیدہ امر نہیں ہے۔ بہتر ہوگا کہ جو کچھ آپ کی نگاہ میں مشکل نظر آتا ہے بیان فرمائیے تاکہ اس کا جواب عرض کر دوں۔

حافظ: اپنے اس بیان کے آخر میں آپ نے چند بہت مشکل جملے فرمائے ہیں جن کا حل نا ممکن ہے۔ اول یہ کہ علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ مقام نبوت کے حامل تھے۔ دوسرے یہ کہ پیغمبرؐ کے ساتھ اتحاد نفسانی رکھتے تھے۔ تیسرے انبیائے کرام پر افضلیت۔ آپ کے یہ زبانی دعوے صرف آپ کے حکم سے مان لئے جائیں یا ان کے ثبوت میں کوئی دلیل بھی ہے؟ اگر بے دلیل ہیں تو قابل قبول نہیں اور اگر کوئی دلیل ہے تو اس کو بیان فرمائیے۔

خیر طلب: آپ نے میرے بیانات کے متعلق جو یہ فرمایا کہ مشکل اور پیچیدہ ہیں اور ان کا حل کرنا ممکن نہیں تو یقیناً آپ اور آپ کے ایسے ان حضرات کی نظر میں جو حقائق کو گہری نگاہ سے نہیں دیکھنا چاہتے یہی صورت ہے لیکن محقق اور منصف علماء کے سامنے حقیقت ظاہر و آشکار ہے۔

اب میں آپ کے ہر ایک اشکال کا جواب پیش کرتا ہوں تاکہ عذر کا راستہ بند ہو جائے اور آپ یہ نہ فرمائیے کہ مشکل و پیچیدہ ہیں اور ان کا حل نا ممکن ہے۔

حدیث منزلت سے حضرت علیؑ کے لئے مقام نبوت کے اثبات میں دلائل

اولاً اس بات کی دلیل کہ حضرت علیؑ شان نبوت کے حامل تھے۔ حدیث شریف منزلت ہے جو کمال صحت اور تواتر کے ساتھ ہمارے اور آپ کے طرق سے الفاظ کی مختصر کمی بیشی کے ساتھ ثابت ہو چکی ہے کہ خاتم الانبیاءؐ نے بار بار اور مختلف جلسوں میں کبھی امیر المومنین علی علیہ السلام سے فرمایا اما ترضیٰ ان تکون منی بمنزلۃ ھٰرون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی (یعنی آیا تم خوش نہیں ہو اس پر کہ مجھ سے تمہاری وہی منزلت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی سوا اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا) اور کبھی امت سے فرمایا علی منی بمنزلۃ ھٰرون من موسیٰ الخ

حافظ: اس حدیث کی صحت ثابت نہیں ہے اور اگر صحیح فرض بھی کر لی جائے تو خبر واحد ہے اور

خبر واحد کا کوئی اعتبار نہیں۔

خیر طلب: یہ جو آپ نے حدیث کی صحت میں شک وارد کیا ہے تو غالباً کتب اخبار کے مطالعے میں کمی کی وجہ سے ہے یا آپ نے قصداً غلط کہا ہے اور عقل و منطق کے پابند نہیں بننا چاہتے ورنہ اس حدیث کی صحت مسلمات میں سے ہے اور اس خبر شریف کے صحیح ہونے سے انکار اور اس کو خبر واحد کہنا جیسا کہ میں عرض کر چکا اسی سبب سے ہو سکتا ہے کہ کتب اخبار پر آپ کی نظر نہیں ہے یا پھر عناد اور ضد مجبور کر رہی ہو حالانکہ میں یہ امید کرتا ہوں کہ ہمارے اس جلسے میں کسی ہٹ دھرمی اور عناد سے کام نہیں لیا جائیگا۔

حدیث منزلت کے اسناد طرق عامہ سے

میں مجبور ہوں کہ مطلب کی وضاحت اور حاضرین و غائبین جلسہ کی زیادتی بصیرت کے لیے جس قدر مجھ کو اس وقت یاد ہے اس حدیث مبارک کے بعض اسناد آپ ہی کی معتبر کتابوں سے پیش کر دوں تاکہ آپ سمجھ لیں کہ یہ خبر واحد نہیں ہے بلکہ آپ کے بڑے بڑے جید علماء جیسے سیوطی اور حاکم نیشاپوری وغیرہ نے متعدد طریقوں اور کثیر و متواتر اسناد کے ساتھ اس کو ثابت کیا ہے۔

(۱) ابو عبداللہ بخاری نے اپنی صحیح بخاری جلد سیم کتاب مغازی باب غزوہ تبوک ص ۵۴ اور کتاب بدء الخلق ص ۱۸۵ میں بسلسلہ مناقب علی علیہ السلام (۲) مسلم بن حجاج نے اپنی صحیح مسلم مطبوعہ مصر ۱۲۹۰ھ جلد دوم کتاب فضل الصحابہ باب فضائل علی علیہ السلام ص ۲۳۶ و ص ۲۳۷ میں (۳) امام احمد بن حنبل نے مسند جلد اول وجہ تسمیہ حسنین ص ۹۸، ۱۱۸، ۱۱۹ میں اور اسی کتاب کے حاشیہ جز پنجم ص ۳۱ میں۔ (۴) ابو عبدالرحمٰن نسائی نے خصائص العلویہ ص ۱۹ پر اٹھارہ حدیثیں نقل کی ہیں (۵) محمد بن سورۃ ترمذی نے اپنی جامع میں (۶) حافظ ابن حجر عسقلانی نے اصابہ جلد دوم ص ۵۰۷ میں۔ (۷) ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ باب ۹ ص ۳۰ و ۳۴ میں (۸) حاکم ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ نیشاپوری نے مستدرک جلد سیم ص ۱۰۹ میں (۹) جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء ص ۶۵ میں (۱۰) ابن عبدربہ نے عقد الفرید جلد دوم ص ۱۹۴ میں (۱۱) ابن عبدالبر نے استیعاب جلد دوم ص [illegible] میں (۱۲) محمد بن سعد کاتب الواقدی نے طبقات الکبریٰ میں (۱۳) امام فخرالدین رازی نے تفسیر مفاتیح الغیب میں (۱۴) محمد بن جریر طبری نے اپنی تفسیر اور تاریخ میں (۱۵) سید مومن شبلنجی نے نورالابصار ص ۶۸ میں (۱۶) کمال الدین ابو سالم محمد بن طلحہ شافعی نے مطالب السئول ص ۱۷ میں (۱۷) میر سید علی بن شہاب الدین ہمدانی نے مودۃ القربیٰ آخر مودت ہفتم میں (۱۸) نورالدین علی بن محمد مالکی مکی معروف بہ ابن صباغ نے فصول المہمہ ص [illegible] میں (۱۹) علی بن برہان الدین

شافعی نے سیرۃ الحلبیہ جلد دوم ص۲۱ میں (۲۰) علی بن الحسین مسعودی نے مروج الذہب جلد دوم ص۹ میں (۲۱) شیخ سلیمان بلخی حنفی نے ینابیع المودۃ باب ۹ ص۱۴۹ میں اور بالخصوص باب ۶ میں اٹھارہ حدیثیں بخاری، مسلم، احمد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن مغازلی، خوارزمی اور حموینی سے نقل کی ہیں (۲۲) مولوی علی متقی نے کنز العمال جلد ششم ص۱۵۲، ۱۵۳ میں (۲۳) احمد بن علی خطیب نے تاریخ بغداد میں (۲۴) ابن مغازلی شافعی نے مناقب میں (۲۵) موفق بن احمد خوارزمی نے مناقب میں (۲۶) ابن اثیر جزری علی بن محمد نے اسد الغابہ میں (۲۷) ابن کثیر دمشقی نے اپنی تاریخ میں (۲۸) علاء الدولہ احمد بن محمد نے عروۃ الوثقیٰ میں (۲۹) ابن اثیر مبارک بن محمد شیبانی نے جامع الاصول فی احادیث الرسول میں (۳۰) ابن حجر عسقلانی نے تہذیب التہذیب میں (۳۱) ابوالقاسم حسین بن محمد (راغب اصفہانی) نے محاضرات الادباء جلد دوم ص۲۱۲ میں اور آپ کے دوسرے محققین اعلام نے اس حدیث شریف کو بالفاظ مختلفہ اصحاب رسول کی ایک بڑی جماعت سے نقل کیا ہے جیسے (۱) خلیفہ عمر بن الخطاب (۲) سعد بن ابی وقاص (۳) عبداللہ بن عباس (حبر امت) (۴) عبداللہ بن مسعود (۵) جابر بن عبداللہ انصاری (۶) ابوہریرہ (۷) ابوسعید خدری (۸) جابر بن سمرہ (۹) مالک بن حویرث (۱۰) براء بن عازب (۱۱) زید بن ارقم (۱۲) ابورافع (۱۳) عبداللہ بن ابی اوفیٰ (۱۴) ابی سریحہ (۱۵) حذیفہ بن اسید (۱۶) انس بن مالک (۱۷) ابوہریرہ سلمی (۱۸) ابوایوب انصاری (۱۹) سعید بن مسیب (۲۰) حبیب بن ابی ثابت (۲۱) شرجیل بن سعد (۲۲) ام سلمیٰ زوجۂ رسول ص (۲۳) اسماء بنت عمیس (زوجۂ ابوبکر) (۲۴) عقیل بن ابی طالب (۲۵) معاویہ بن ابی سفیان اور اصحاب کی ایک اور جماعت جن کے نام گنوانے کی نہ وقت میں گنجائش ہے نہ سب حافظے میں ہی محفوظ ہیں۔ خلاصہ یہ کہ سبھی نے حضرت خاتم الانبیاء سے الفاظ کے مختصر تفاوت کے ساتھ مختلف مواقع پر روایت کی ہے کہ فرمایا یا علی انت منی بمنزلۃ ھرون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی (یعنی یا علی تم مجھ سے بمنزلہ ہارون ہو موسیٰ سے سوا اس کے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا) آیا آپ کے یہ سارے خاص خاص علماء جن میں سے مشتے نمونہ از خروارے میں نے چند نام پیش کئے ہیں اور جنہوں نے اس حدیث مبارک کو مسلسل اسناد کے ساتھ اصحاب رسول ص کی کثیر جماعت سے نقل کیا ہے آپ کے نزدیک اثبات یقین و تواتر کے لئے کافی نہیں ہیں؟ کیا آپ تصدیق کریں گے کہ آپ کو غلط فہمی تھی، یہ خبر واحد نہیں ہے بلکہ متواتر حدیثوں میں سے ہے۔ چنانچہ خود آپ کے محققین علماء نے تواتر کا دعویٰ کیا ہے۔ جیسے جلال الدین سیوطی نے رسالہ الازہار المتناثرہ فی الاحادیث المتواترہ میں اس حدیث شریف کو متواترات میں سے لکھا ہے، اور ازالۃ الخفا اور قرۃ العینین میں بھی تواتر کی تصدیق کی گئی ہے چونکہ آپ اپنی عادت کی بنا پر اس حدیث مبارک

آپ کا قول نقل کیا گیا ہے قال رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی واجعل لی وزیراً من اھلی ھٰرون اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری (یعنی پروردگار میرے لئے میرے سینے کو کشادہ کر دے میرے لئے میرے کام کو آسان بنا دے (جو تبلیغ رسالت ہے) میری زبان کی گرہ کھول دے تاکہ میری بات کو لوگ سمجھیں اور میرے اہل میں سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر قرار دے، ان کے ذریعے میری پشت کو مضبوط کر اور ان کو میرے امر (تبلیغ رسالت) میں میرا شریک بنا دے) اسی طرح حضرت علی علیہ السلام ہی وہ یکتا جوانمرد تھے جو مقام نبوت خاصہ کے علاوہ تمام مراحل کاملہ اور صفات مخصوصہ میں رسول اکرم کے ساتھ شریک تھے۔

حافظ: میرا تعجب برابر بڑھتا جا رہا ہے جب میں دیکھتا ہوں کہ آپ علی کرم اللہ وجہہ کے بارے میں ایسا غلو کرتے ہیں کہ صاحبان عقل کی عقلیں دنگ اور حیران ہو جاتی ہیں، منجملہ ان کے یہی جملے ہیں جو ابھی آپ نے بیان کئے کہ علی کرم اللہ وجہہ پیغمبر کے تمام صفات و خصائص کے حامل تھے۔

خیر طلب: اول تو اس طرح کی باتیں غلو نہیں ہیں بلکہ عین واقع اور حقیقت ہیں کیونکہ پیغمبر کا جانشین قاعدۂ عقلی کے رو سے تمام صفات میں پیغمبر کا نمونہ اور شبیہہ ہونا چاہیئے۔ دوسرے اس معاملے میں تنہا ہم ہی اس حقیقت کے مدعی نہیں ہیں بلکہ خود آپ کے بڑے بڑے علماء نے اپنی معتبر کتابوں میں اس عقیدے کا اقرار کیا ہے۔

علیؑ تمام صفات میں پیغمبرؐ کے شریک و مماثل تھے

چنانچہ امام ثعلبی نے اپنی تفسیر میں اور عالم فاضل سید احمد شہاب الدین نے جو آپ کے بزرگ علماء میں سے ہیں کتاب توضیح الدلائل علی ترجیح الفضائل میں تشریح کے ساتھ اس مطلب کی طرف اشارہ کیا ہے اور یہ عبارت لکھتے ہیں ولا یخفیٰ ان مولانا امیرالمومنین قد شابہ النبی فی کثیر ‌بل اکثر الخصائل الرضیۃ والافعال الزکیۃ وعاداتہ وعباداتہ واحوالہ العلیۃ وقد صح ذالک لہ بالاخبار الصحیحۃ والاثار الصریحۃ ولا یحتاج الی اقامۃ الدلیل والبرھان ولا یفتقر الی ایضاح حجۃ وبیان وقد عد بعض العلماء بعض الخصائل لامیرالمومنین علی التی ھو فیھا نظیر سیدنا النبی الامی (یعنی پوشیدہ اور مخفی نہیں ہے یہ مطلب کہ ہمارے مولا امیرالمومنین (علیہ السلام) بہت سے بلکہ زیادہ تر اچھی خصلتوں، پاکیزہ افعال، عادات عبادات اور اعلیٰ حالات میں رسول اللہ سے مشابہت رکھتے ہیں، یہ بات اخبار صحیحہ اور آثار صریحہ کے ذریعہ پایۂ صحت

کو پہنچی ہوئی ہے، اس کے لئے الگ سے کوئی دلیل و برہان قائم کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ توضیح حجت اور بیان کی احتیاج ہے۔ بعض علماء نے امیرالمومنینؑ کے اُن فضائل میں سے چند کو شمار کیا ہے جن میں آپ پیغمبر خاتمؐ کی نظیر ہیں)۔

منجملہ اُن کے اصل و نسب میں ایک دوسرے کی نظیر ہیں۔ ونظیرہ فی الطھارۃ بدلیل قولہ تعالیٰ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا یعنی آیۂ تطہیر کی دلیل سے کل طہارت میں پیغمبرؐ کی نظیر ہیں (جو پنج تن آل عبا محمدؐ، علیؑ، فاطمہ، حسن اور حسین علیہم السلام کے لئے نازل ہوئی تھی)۔

ونظیرہ فی ایتاء ولی الامۃ بدلیل قولہ تعالیٰ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون اور آیت مذکورہ میں ولایت اُمّت کی حیثیت سے بدلیل انما ولیکم اللہ الخ آں حضرتؐ کی نظیر ہیں (جو باتفاق فریقین حضرت علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جیسا کہ اسی کتاب میں تفصیل سے اس کا ذکر آیا ہے)۔

ونظیرہ فی الاداء والتبلیغ بدلیل الوحی الوارد علیہ یوم اعطاء سورۃ براءت لغیرہ فنزل جبریل قال لا یؤدیھا الا انت او من ھو منک فاستعادھا منہ فاداھا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی الموسم یعنی ادائے رسالت اور تبلیغ دین میں سورۂ براءت کے موضوع اور خاتم الانبیاءؐ پر نزول کی دلیل سے آں حضرتؐ کی نظیر ہیں (کیونکہ آں حضرتؐ نے سورۂ براءت کی آیتیں ابوبکر کو دیں کہ انکو لے جائیں اور موسم حج میں اہل مکّہ کے سامنے تلاوت کریں، جیسا کہ اسی کتاب میں درج ہے) کہ جبرئیل نازل ہوئے اور عرض کیا کہ رسالت کی تبلیغ کوئی شخص نہیں کر سکتا سوا آپ کے یا اُس شخص کے جو آپ ہی سے ہو، چنانچہ آں حضرتؐ نے آیات سورۂ براءت کو ابوبکر سے لے کر بحکم الٰہی علیؑ کے سپرد کیا اور آپ نے موسم حج میں اُن کی تبلیغ کی۔

ونظیرہ فی کونہ مولی الامۃ بدلیل قولہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ۔ اور مولائے اُمّت ہونے میں آنحضرتؐ کی نظیر ہیں بدلیل ارشاد رسولؐ لغدیر خم میں جیسا کہ اس کتاب میں تفصیل سے ذکر موجود ہے) کہ میں جس شخص کے امور میں اولیٰ بہ تصرف ہوں اسی پر علیؑ بھی اس کے امور میں اولیٰ بہ تصرف ہیں۔

ونظیرہ فی مسابقۃ نفسیھما وان نفسہ قامت مقام نفسہ وان اللہ تعالیٰ اجری نفس علی علیٰ مجری نفس النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال «ومن حاجک فیہ من بعد ما جاءک